QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

مالی کرپشن کا خاتمہ اور اسلامی معاشی اصول وضوابط؛ ایک تجزیاتی مطالعہ

Islamic economic principles and the elimination of financial corruption; An analytical Study

Dr. Asjad Ali
Assistant Professor, Dept. of Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Sialkot. Email: asjad.ali@skt.umt.edu.pk
Dr. Abdul Aleem
Assistant Professor, Dept. of Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Sialkot. Email: Abdul.aleem@skt.umt.edu.pk

The religion of Islam is a complete and perfect code of life. Its teachings provide perfect guidance for all walks of life. They are telling the people that whenever Islamic principles and teachings were adopted, their definite effects became an indisputable fact and made a glorious history. The economic principles of Islam not only have the potential to eradicate financial corruption but also They also eliminate social evils.

Therefore, in this article, first of all Islamic economic principles will be explained, such as the provision of sustenance by Allah, the distinction between halal and haraam, the limits of earning and spending wealth, the prohibition of usury, the incentive of debt, halal trade and haraam trade. All these principles and teachings will be explained in such a way that the benefits and fruits will be appreciated and people will not feel the need to go in the wrong direction.

Then at the same time different cases of financial corruption such as theft, robbery, gambling, bribery, embezzlement, fraud and usury etc. will be explained in such a way that our lives will be free from all these cases of corruption. I run out of blessings, so problems and worries keep growing and restlessness makes life miserable.

Keywords: economic principles, corruption, institutions, trade, halal and haraam, social evils, distribution of wealth, effects, good blessings, interest.

DOAJ OPEN GLOBAL TRUSTED
Academic Resource Index ResearchBib
Journament
CiteFactor Academic Scientific Journals
اشاریہ اردو جرائد
Eoi Electronic Object Identifier
I2OR
Cosmos

تعارف:

انسانی زندگی میں اصلاح و ترقی کی بنیاد اصول وضوابط ہی ہوتے ہیں۔اور سب سے اعلیٰ اصول خالقِ کائنات ہی کی طرف سے ہو سکتے ہیں۔اسی مالکِ کائنات نے انسان کی فطرت بنائی اور ہر امت کے لیے ضابطہ حیات دیا پھر آخر میں کامل شریعت پیغمبرِ اسلام ﷺ پر نازل کی اور قیامت تک کے انسانوں کے لیے بہترین رہنمائی دی۔دورِ رسالت اور دور خلفاء راشدین کامیاب معاشرے کی بے نظیر مثالیں ہیں جو اظہر من الشمس کی طرح ثابت کرتی ہیں کہ اسلامی دستورِ حیات نے انسانیت کی اصلاح بھی کی اور ترقی کی منزلیں عبور کرتے کرتے عروج پر پہنچا دیا۔اس مقالہ میں سب سے پہلے اسلامی اصولِ معاشیات کا ذکر کیا گیا ہے اور پھر ان کو انسانی زندگی پر رائج کرنے سے مالی کرپشن کی صورتیں جو ختم ہو سکتی ہیں انہیں واضح کیا گیا ہے۔

اسلامی معاشی اصول:

دینِ اسلام ایک مکمل اور بہترین ضابطہ حیات ہے اس کی تعلیمات نے ہمیشہ انسانی زندگی میں اہم کردار ادا کیا ہے جس کا ایک شعبہ معاشیات ہے جس سے متعلق اسلام نے ہمیں بہترین اصول دیے ذیل میں انہی اصولوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ا۔رزق من جانب اللہ:

پوری کائنات کا رازق صرف اور صرف اللہ اور اس کی تقسیم بھی اسی کے اختیار میں ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے ہر ذی جان کو رزق دینا اپنی ذمہ داری قرار دیا ہے،فرمایا:

وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۔[1]

(اور زمین میں کوئی چلنے والا (جاندار) نہیں مگر اس کا رزق اللہ ہی پر ہے اور وہ اس کے ٹھہرنے کی جگہ اور اس کے سونپے جانے کی جگہ کو جانتا ہے،سب کچھ ایک واضح کتاب میں درج ہے۔)

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے انسانی اصلاح کے لیے جس کا بنیادی رکن توحید ہے اس کو واضح کیا فرمایا کہ میرے علم کا دائرہ کار اس قدر وسیع ہے کہ کائنات میں موجود ہر ذی جان کو رزق میں دیتا ہوں چاہے وہ سمندر کے پانی میں ہو،پہاڑوں میں ہو،جن وانس کی صورت میں ہو یا کسی بھی صورت میں۔اللہ تعالیٰ کی اسی صفت کو واضح کرتے ہوئے عبدالسلام بن محمد لکھتے ہیں کہ:"اس آیت میں اسی پر دلیل پیش کی ہے کہ یہی وہ ہے ہر ذی جان کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے روزی پہنچ رہی ہے،یہی اللہ تعالیٰ کی وسعتِ علمی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو روزی کا یہ بندوبست کیسے ممکن تھا؟"[2]صاحب تفسیر نے اللہ کی اس صفت کو توحید باری تعالیٰ کے سیاق وسباق میں پیش کر کہ یہ ثابت کیا ہے کہ اصل رازق اللہ ہی ہے اور اس کی اس صفت میں کوئی شریک نہیں۔لیکن اس ساتھ انہوں نے یہ بھی واضح کیا کہ اس کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ انسان یا دیگر مخلوقات رزق کی تلاش کے لیے کوشش ہی نہ کریں۔کائنات میں موجود ہر جاندار کا کام کوشش کرنا ہے اور خاص کر انسان کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ رزق کی تلاش میں اپنی پوری صلاحیت صرف کرے اور اللہ پر بھروسہ رکھے کیونکہ رزق کی اصل کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔[3]

---

[1] Al-Qur'ān,11:6

[2] Abd-ul-Salam Bin Muhammad, Tafsīr Al-Qur'ān ul-Kareem, Lāhore, Dār ul-Undlas,2016, v:2, p:78

[3] Abd-ul-Salam Bin Muhammad, Tafsīr Al-Qur'ān ul-Kareem, v:2, p:78

اس ایک بات کو ہی اگر سمجھ لیا جائے تو ملک سے کرپشن ختم ہو سکتی ہے کہ جس کے پاس جو کچھ ہے یہ سب اللہ کی عطاء ہے اور کسی کو کم اور کسی کو زیادہ دینا بھی اللہ کی تقسیم اور اختیار ہے۔ تفسیر فہم القرآن کے مفسر نے اس بات کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے کہ:

رزق کی کمی وبیشی کا تعلق اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اصول کے مطابق ہے اور انہی اصولوں کے پیش نظر وہ لوگوں کا رزق بڑھاتا اور گھٹاتا رہتا ہے۔ اگر کسی علاقے میں قحط سالی پیدا ہو جائے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے طے شدہ اصول کے مطابق ہوتی ہے جس کا سبب بنیادی طور پر انسان کے اپنے اعمال ہی ہوا کرتے ہیں۔ چاہے وہ قحط سالی پانی کی قلت اور بارش کی کمی کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو؟ اسی قانون کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہر ذی جان کے رزق کا ذمہ لیا ہے۔ تمام ذی جان کو رزق پہنچانا اور ان کے اعمال اور ضروریات سے باخبر رہنا اس کی صفتِ کاملہ کی علامت ہے۔[4]

اس تقسیم میں سب کی آزمائش ہے جسے زیادہ دیا اس کی بھی آزمائش اور جسے کم دیا اس کی بھی آزمائش۔ حقیقت میں آزمائے جانا اور مسئول ہونے کا احساس ہی ہمارے اندر اللہ کا ڈر خوف پیدا کرتا ہے جس کے سبب انسان اپنے اعمال پر نظر رکھتا ہے اور غلط بات اور اللہ کی نافرمانی سے بچتا ہے یہ بچنا ہی کرپشن کا خاتمہ ہے۔

۲۔ حلال وحرام کی تفریق:

اللہ کی تقسیم پر راضی ہو جانے کے بعد اس بات کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ کونسا مال کمانے پر اللہ خوش ہوتا ہے اور کس مال کے کمانے کی کوشش پر اللہ ناراض ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ اصول نبی آخر الزماں ﷺ کے حوالے سے بیان کیا، فرمایا:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ۔[5]

(اور ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے)

اس آیت میں پاکیزہ چیزوں کو حلال بتلایا گیا اور یقیناً پاکیزہ چیزیں وہ جن میں نقصان نہ ہو اور نہ ہی ان کو ایسے طریقے سے حاصل کیا جائے جو اسلام میں ناجائز قرار دیا گیا ہو۔ جبکہ گندی چیزوں کو حرام بتلایا ہے یعنی ایسی چیزیں جن میں نقصان ہو یہی وجہ ہے کہ اللہ نے نشہ آور چیزوں کو حرام کیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے معاشی استحکام کے لیے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے، فرمایا:

اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ۔[6]

(اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے)

سود کے حرام ہونے اور بیع کے حلال ہونے میں حکمت یہی ہے کہ سود میں طے شدہ منافع حاصل کیا جاتا ہے جبکہ کہ تجارت میں ایک تو منافع طے نہیں ہوتا اور دوسرا اس میں نفع کے ساتھ ساتھ نقصان کا بھی احتمال ہوتا ہے۔ اہل علم اور مفسرین نے یہی حکمت بیان کی ہے اور اسی بنیاد پر سود اور بیع میں فرق کیا ہے، جیسا کہ عبد السلام بن محمد لکھتے ہیں کہ: "ایک فرق یہ ہے کہ جس تجارت کو اللہ نے حلال قرار دیا ہے اس میں نفع ونقصان کا احتمال ہے جب کہ سود پر قرض لینے والے کو نفع ہو یا نقصان سود خور نے (خواہ ایک شخص ہو یا بنک) ہر

[4] Mian Muhammad Jameel, Tafsīr Faham e Qur'ān, Lāhore: Abu Hurairah Academy,2008, v:3, P:234

[5] Al-Qur'ān,7:157

[6] Al-Qur'ān,2:275

صورت میں اپنی اصل رقم کے ساتھ طے شدہ سود بھی وصول کرنی ہے جو وقت پر ادا نہ ہونے کی صورت میں بڑھتی ہی جائے گی۔اسی لیے یہ ظلم اور مفت خوری کی بدترین شکل ہے۔"[7]

۳۔سود کی حرمت اور قرض حسنہ کی ترغیب:

دنیا میں عمومی طور پر قرض کی دو صورتیں ہیں ایک سود جس پر مرضی کا منافع لیا جاتا ہے اور ایک قرض حسنہ جس پر مالی منافع کی بجائے روحانی اور اخروی فائدہ لیا جاتا ہے۔پہلی صورت میں ظلم اور استحصال مسلمہ ہے جس کے نتیجہ میں کرپشن اور بگاڑ کا ظہور ہے اسی لیے اللہ نے سود کے خاتمے کا اعلان فرمایا:" يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰا ۔"[8](اللہ سود کو مٹاتا ہے)جبکہ دوسری صورت میں تعاون و ہمدردی ہے اخوت کا اظہار ہے جس کے نتیجہ میں کرپشن کا خاتمہ ہے اور معاشرتی حسن و استحکام ہے۔قرض حسنہ وہ قرض ہے جو اہل ثروت طبقہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضاوخوشنودی حاصل کرنے کے لیے کسی غریب ومحتاج شخص کو اس لیے دیتا ہے کہ اسے اپنا روزگار چلانے کے لیے بلاسود قرض ملے جائے اور اس کی واپسی پر اسے اضافی رقم نہ دینی پڑے ۔ تاکہ وہ اپنی معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ ملکی معیشت کی ترقی میں اور معاشی کرپشن کے خاتمہ میں بھی اپنا کردار ادا کرسکیں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرض حسنہ کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ۔[9]

(کون ایسا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہترین قرض دے تو اللہ تعالیٰ اس قرض کو اس کے لئے بڑھاتا چلا جائے اور اس کے لئے عزت وتکریم کی صورت میں اجر بھی ہو۔)

اس قرض میں میں دو چیزیں ہیں ایک تو یہ کہ اللہ کی رضا کے لیے بلاسود قرض دو اور دوسرا غریبوں کی مدد اس نیت سے کرو کہ اس کا بدلہ اللہ ہی دے گا۔ قرض حسنہ کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كَانَ الرَّجُلُ يُدَايِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ إِذَا أَتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ فَلَقِيَ اللَّهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ۔[10]

(ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا۔اس نے اپنے ملازم کو یہ نصیحت کر رکھی تھی کہ جب تم قرض لینے کے لیے کسی تنگدست کے پاس جاؤ تو اسے معاف کردیا کرو، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس عمل کی وجہ سے ہمیں بھی معاف کردے، چنانچہ جس وقت مرنے کے بعد اس کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کردیا)

مقروض کو مہلت دینے یا اسے معاف کردینے کی ترغیب خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے، فرمایا:

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۚ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔[11]

---

[7] Abd-ul-Salam Bin Muhammad, Tafsīr Al-Qur'ān ul-Kareem, v:1, p:227-228

[8] Al-Qur'ān,2:276

[9] Al-Qur'ān,57:11

[10] Muḥammad b. Ismāīl al-Bukhārī, al-jāmi'al-Ṣaḥīḥ (Alr-Riaz: Dār as-Salām, 1999), Kitāb: Hādīth Al-Anbeya(Bāb), Hadīth:3480

[11]Al-Qur'ān,2:280

(وہ بندہ جسے قرض دیا گیا ہے اگر وہ تنگ دست ہو اور قرض اتارنے کی پوزیشن میں نہیں تو اس کی مالی حالت بہتر ہونے تک اسے مہلت دینی چاہیے، اور اگر قرض معاف کر دو تو تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔)

ایک دوسرے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنْجِيَهُ اللهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ، أَوْ يَضَعْ عَنْهُ۔[12]

(جو شخص پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کی مشکلوں اور سختیوں سے بچالے تو وہ تنگ دست کے لیے آسانی پیدا کرے یا پھر اسے معاف کر دے۔)

۴۔ حلال تجارت اور حرام تجارت کی صورتیں:

اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال بنایا ہے لیکن انسان کی حرص ولالچ نے بعض تجارتی صورتوں کو اس طرح سے اپنایا کہ وہ حرمت کے درجہ پر پہنچ گئیں یہ بات درست ہے کہ عمومی تجارت حلال ہے جس کی considerationیعنی تبادلہ کی چیزیں حلال ہوں لیکن اگر یہ چیزیں حلال نہ ہوں یا حلال تو ہیں لیکن اس میں دھوکہ ہے غلط بیانی ہے یا ناجائز دباو ہے تو وہ تجارت حلال نہیں ہوگی۔ اسی طرح احتکار اور اکتناز ہے جس سے ناجائز منافع کی نیت ہو تو یہ بھی حرام ہے اس کے لیے ہمیں بتایا گیا ہے کہ حضرت شعیبؑ کی قوم تجارتی کرپشن میں مبتلا تھی لوگوں کو چیزیں کم کر کے دی جاتی تھیں ناپ تول میں کمی کی جاتی تھی جس پر حضرت شعیبؑ نے انہیں اس فعل سے منع رہنے کا کہا، فرمایا:

وَيَا قَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۔[13]

(اور اے میری قوم کے لوگو! تم انصاف سے ناپ اور تول کو پورا کرو، اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دو اور نہ ہی زمین میں فساد نہ برپا کرو۔)

جب یہ قوم ان برائیوں سے باز نہ آئی تو اللہ کا اس قوم پر غضب نازل ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جَاثِمِيْنَ ۔[14]

(اور جس وقت ہمارا حکم آگیا تو ہم نے شعیبؑ کو اور ان کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی طرف سے رحمتِ خاص سے بچالیا، اور ان ظالموں کو ایک زوردار کڑک نے آپکڑا تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔)

اس مثال سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کا لالچ اسکی تجارت کو حرام کے درجے پر لے جاتا ہے۔

---

[12] Muslim, bin Ḥajjāj al-Qusheirī, al-jāmi‘al-Ṣaḥīḥ , (Alr-Riaz: Dār as-Salām, 2000), Kitāb: Al Musakāt w ul muzarah, Bāb:(Fazal o Inzar e Al-Mueser), Hadith:1563

[13] Al-Qur’ān,11:85

[14] Al-Qur’ān,11:94

۵۔وراثت کی درست تقسیم:

وراثت کے حصے مقرر کر کے اللہ تعالیٰ نے مضبوط خاندان کی بنیادوں میں سے ایک بنیاد کو واضح کر دیا اور اس بات کا مشاہدہ موجود ہے کہ جس خاندان میں وراثت کی صحیح تقسیم ہوتی ہے وہ محبت والفت کا ایک چمکتا ستارہ بن جاتا ہے اور عزت واحترام کے لائق ہوتا ہے۔لیکن اگر وراثت کی صحیح تقسیم نہ ہو تو نفرت و دشمنی کا ایسا بیج بویا جاتا ہے کہ نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام وارثوں کا حصہ مقرر کر دیا ہے تاکہ کسی کی بھی حق تلفی نہ فرمایا:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا۔[15]

(مردوں کے لیے اس مال میں سے ایک حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو،اور عورتوں کے لیے بھی اس مال میں ایک حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو اگرچہ تھوڑا ہو یا زیادہ، یہ حصہ مقرر ہے۔)

لہٰذا دینِ اسلام کا یہ اصول نہ صرف کرپشن کا خاتمہ کرتا ہے بلکہ معاشرتی امن واستحکام کی ضمانت بھی مہیا کرتا ہے۔

۶۔صدقہ وخیرات:

معاشی ترقی میں Circulation of Money کو ایک ریڑھ کی ہڈی سمجھا جاتا ہے۔دینِ اسلام کے معاشی اصولوں کا کمال حسن اس صدقہ وخیرات کے اصول میں ہے۔اگر صدقہ وخیرات ہر مسلمان کی زندگی کا حصہ ہو تو بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ کرپشن کی تقریباً سب صورتیں ختم ہو جاتی ہیں ۔آپس میں نفرتیں ،حسد وبغض کا خاتمہ تو ہوتا ہی ہے لیکن چوری ،ڈاکہ،رشوت،سود،دھوکہ دہی اور ملاوٹ جیسی معاشی خرابیوں کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔جب ایک غریب اور مستحق رشتہ دار کی مدد ہو گی تو حسد،نفرت اور چوری کی ضروت ہی نہ رہے گی جب ہمسائے کے مالی حقوق پورے ہونگے تو کرپشن کی صورتیں بھی ختم ہوں گی۔اسلام کے ان سنہری معاشی اصولوں پر چلنے سے آپس میں محبت والفت پیدا ہو گی احسان مندی کا خوبصورت جذبہ پیدا ہو گا اور معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جائے گا۔صدقہ وخیرات کرنے والا شخص اللہ کی راہ میں ایسے ہی دیتا ہے جیسے اس نے کسی کو قرض دیا اور وہ اسے کچھ مدت کے بعد واپس کر دے گا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ ۔[16]

(کون ایسا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہترین قرض دے تو اللہ تعالیٰ اس قرض کو اس کے لئے بڑھاتا چلا جائے اور اس کے لئے عزت وتکریم کی صورت میں اجر بھی ہو۔)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرضِ حسنہ دینے والوں سے دو وعدے کیے ہیں ایک وعدہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بڑھا چڑھا کر لوٹائے گا۔یہ لوٹانا دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی بلکہ آخرت میں تو سات سو گنا یا اس سے بھی بڑھ کر ہو سکتا ہے۔دوسرا وعدہ یہ کیا کہ ایسے انسان کو بہترین بدلہ ملے گا حالانکہ اس نے اسی کے دیے ہوئے میں سے خرچ کیا ہے لیکن یہ اللہ کا احسان ہے جیسا کہ مفسر قرآن صلاح الدین یوسفؒ لکھتے ہیں کہ:” یہ مال جس کے خرچ کرنے کی ترغیب دی جارہی ہے وہ اللہ ہی کا دیا ہوا ہے،اس کے باوجود اسے اللہ کی راہ

[15] Al-Qur'ān,4:7

[16] Al-Qur'ān,57:11

میں قرض قرار دینا، یہ اللہ کا فضل واحسان ہے کہ وہ اس خرچ کرنے پر اسی طرح اجر دے گا جس طرح قرض ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔"[17] اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر کتنا بڑا احسان ہے کہ وہ غریبوں کے ساتھ تعاون وہمدردی کی ترغیب دیتا ہے تو اسے اپنی ذات کے لیے قرض قرار دے رہا ہے۔ اس اصول پر عمل کرنے کی برکت سے غریبوں کو اپنی ضروریات زندگی کے لیے سامان میسر آئے گا اور انہیں کسی سے قرض لینے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور ساتھ ہی ساتھ سود کا بھی خاتمہ ہو گا۔

مالی کرپشن کی مختلف صورتیں اور ان کا سدِباب:

جس معاشرے میں مالی کرپشن موجود ہو اس معاشرے میں قانونی اور اخلاقی بگاڑ زیادہ ہوتا ہے اور اس سبب غیر مستحکم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی اصول معاشیات مالی کرپشن کی ضرڑوں کو کاٹتے ہیں اور اصلاحِ احوال کا ایک خوبصورت اور مربوط نظام پیش کرتے ہیں جس کے ذریعے سے سب مالی کرپشن کی صورتیں نہ صرف ختم ہوتی ہیں بلکہ خیر وبرکت کے حصول سے معاشرہ خوشحال ہو جاتا ہے۔ عصر حاضر میں عمومی لحاظ سے مالی کرپشن کی درج ذیل صورتیں ہیں جن کی وجہ سے ہماری معیشت غیر مستحکم ہے۔

۱۔ چوری کرنا:

دور جدید میں تحسینیات کو حاجیات یا ضروریات بنانے والے اپنے وسائل کی کمی پر دوسروں کے مال پر بری نظر رکھتے ہیں۔ دوسروں کے مال چوری کر کے تحسینیات کی تکمیل کرنے کو غیر اخلاقی یا گناہ نہیں سمجھتے باوجود اس کے کہ چوری کے فعل کے سرزد ہونے پر شکوک و شبہات کی بنیاد پر باہمی نفرتیں اور لڑائیاں ہوتی ہیں جسکی وجہ سے معاشرتی امن وسکون برباد ہو جاتا ہے اسی لیے اس مالی کرپشن کے خاتمہ کے لیے چوری پر سخت سزا مقرر کی گئی ہے تاکہ اسکے خوف سے ہی کہ اگر چوری کی تو ہاتھ کاٹ دیا جائے گا وہ اس حرکت سے باز آجائیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔[18]

(اور چوری کرنے والا کوئی مرد ہو اور چوری کرنے والی کوئی عورت ہو ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، یہ اس کی جزا کے طور پر جو ان دونوں نے کام کیا، اللہ کی طرف سے عبرت کے لیے اور اللہ سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔)

ہر دور اور معاشرے میں قوت وطاقت بل بوتے پر جب کوئی کسی کا مال لوٹے تو اسے ڈاکو اور اگر کوئی چھپ کر کسی کا مال اٹھائے تو اسے چور کہا جاتا ہے۔ ایسے شخص کی سزا شریعت میں ہاتھ کاٹنا رکھی گئی ہے اور اس کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ باقی لوگ اس قبیح فعل سے باز رہیں، جیسا کہ مفسر قرآن عبد السلام بن محمد اس حکمت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:" یہ چوری کی سزا بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے عبرت بھی کہ وہ بقیہ کی عمر لوگوں کے لیے چوری سے باز رہنے کا باعث اور یاددہانی بنا رہے گا کہ جو بھی چوری کرے گا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے۔ یہ مقصد قتل کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔"[19] ہمارے معاشرے میں بعض مغرب زدہ لوگ ایسی سزاوں کو غیر مہذب قرار دیتے ہیں اور وہ مظلوم (جس کا مال چوری ہوا ہے) کا ساتھ دینے کی بجائے ظالم (چور، ڈاکو) کی خیر خواہی

[17] Salah ul-Deen Yusuf, Tafsīr Ahsan ul biyan, Saudia Arab:Majma Al malik Fahad,2004,p:1535

[18] Al-Qur'ān,5:38

[19] Abd-ul-Salam Bin Muhammad,Tafsīr Al-Qur'ān ul-Kareem, v:1, p:471

کر رہے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں چور،ڈاکو سرِ عام دندناتے پھرتے ہیں اور انہیں قانون پوچھتا تک نہیں ۔جبکہ جن ایک دو ممالک میں حدود اللہ کا نفاذ ہے وہاں یہ برائی نہ ہونے کے برابر ہے۔

اسی طرح دینِ اسلام میں سادہ زندگی گزارنے کو پسند کیا گیا ہے اور اپنی مالی حیثیت کو دیکھ کر خواہشات کی تکمیل کی اجازت ہے۔بلکہ اپنے خرچے کم کرکے دوسروں کی ضروریات کے خیال رکھنے کو دنیا وآخرت میں کامیابی کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔جیسا کہ فرمایا:" وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔"[20] (اور وہ شخص جسے اس کے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو وہی لوگ ہیں جو کامیاب ہیں)۔اس کے برعکس فضول خرچی سے روکا گیا ہے اور فضول خرچی کو شیطانی فعل بتایا ہے اور اس فعل کو کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں،جیسا کہ فرمایا:" إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ۔"[21](یقیناً بے جا خرچ کرنے والے لوگ شروع سے ہی شیطانوں کے بھائی ہیں)۔اسی طرح دینِ اسلام اخوت وبھائی چارہ کا درس دیتا ہے اور اسکا یہ تقاضہ یہ ہے کہ دوسروں کے جان مال اور عزت کے پاسباں اور محافظ ہونا چاہیے۔

دینِ اسلام حقوق العباد کی بھی بہت اہمیت بیان کرتا ہے کہ اگر کسی نے کسی کا حق مارا تو اللہ تعالیٰ اسکو تب تک معاف نہیں کرے گا جب تک جسکا حق مارا ہے وہ خود سے معاف نہ کردے۔

۲۔ڈاکہ:

مالی کرپشن کی یہ صورت بھی دورِ حاضر میں بہت بڑھ گئی ہے لوگ دن دیہاڑے دوسروں کو لوٹنے میں شرم محسوس نہیں کرتے اگر شرعی سزاوں کا نفاذ ہو تو ایک دو مثالوں کے بعد لوگ اس فعل کو کرنے سے باز آجائیں کیونکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ڈاکہ یعنی "حرابہ" کی سزا ایک ہاتھ اور مخالف سمت کا پاوں کاٹنے کا حکم دیا ہے،جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۔[22]
>
> (ان لوگوں کی جزا جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کی کوشش کرتے ہیں، یہی ہے کہ انھیں بری طرح قتل کیا جائے، یا انھیں بری طرح سولی دی جائے، یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مختلف سمتوں سے بری طرح کاٹے جائیں، یا انھیں اس سرزمین سے نکال دیا جائے۔ یہ ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔)

اس آیت کو"آیت محاربہ" کہا جاتا ہے اس میں ایسے لوگوں کی سزا کا ذکر ہے جو اسلامی سلطنت میں ڈاکہ ڈالتے ہیں اور لوٹ مار کا بازار گرم کرتے ہیں،جیسا کہ مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسفؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:" محاربہ کا مطلب ہے۔کسی منظم اور مسلح جتھے کا اسلامی حکومت کے دائرے میں یا اس کے قریب صحرا وغیرہ میں راہ چلتے قافلوں اور افراد اور گروہوں پر حملے کرنا، قتل وغارت گری کرنا، سلب ونہب، اغوا اور آبروریزی کرنا وغیرہ۔"[23]ان تمام قبیح افعال سے معاشرہ میں فتنہ وفساد پھیلتا ہے اس لیے ایسے لوگوں کی سزا بہت سخت رکھی گئی ہے۔حاکم وقت اس آیت میں مذکور سزاوں میں سے کوئی بھی سزا دے سکتا ہے لیکن ایسے لوگوں کو

---

[20] Al-Qur'ān,59:9

[21] Al-Qur'ān,17:27

[22] Al-Qur'ān,5:33

[23] Salah ul-Deen Yusuf, Tafsīr Ahsan ul biyan, p:1535

بالکل معاف نہیں کیا جا سکتا۔لہذا جب اتنی سخت سزا ہو گی تو اس فعل کے مجرم دوسروں کے لیے عبرت کا سامان بن جائیں گے۔اس سے نہ صرف معاشرے سے چوری وڈکیتی کا خاتمہ ہو گا بلکہ معاشرے میں امن وامان بھی قائم ہو گا اور حدود اللہ کے نفاذ سے اللہ کی طرف سے رحمتیں بھی نازل ہوں گی۔ مفسر قرآن میاں محمد جمیل اسلامی حدود کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

اسلام نے قتل انسان کو بڑا سنگین جرم قرار دیا ہے۔اس کے باوجود لوگ انسانی اقدار کو پامال کرتے ہوئے درندگی کا مظاہرہ کرتے ہیں ایسے درندوں کے لیے اسلام سخت ترین سزا تجویز کرتا ہے تاکہ امن وامان قائم اور چادر اور چاردیواری کا تحفظ یقینی ہو سکے۔[24]

پیغمبرِ امن ورحمت ﷺ نے نفاذِ حدود اللہ کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

إِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ مَطَرِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً فِي بِلَادِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔[25]

(اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی ایک حد کا نافذ کرنا اللہ تعالیٰ کی زمین پر چالیس رات بارش ہونے سے بہتر ہے)

انسانی زندگی میں پانی کی بہت زیادہ اہمیت ہے اگر کسی علاقے میں بارشیں رک جائیں تو وہاں قحط پھیل جاتا ہے لوگ اور جانور بھوک اور پیاس سے مرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب بارش ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ہی زمین میں ہریالی پھیل جاتی ہے۔ ہر طرف خوشحالی کا ساماں ہوتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ قحط کا خاتمہ ہو جاتا ہے ۔ بالکل اسی طرح جس سرزمین پر اسلامی حدود کا نفاذ ہو گا وہاں لوگوں کی جان و مال کا تحفظ ہو گا اور اس معاشرہ کے سب لوگ پُرسکون زندگی گزارتے ہوئے نظر آئیں گے۔

۳۔جواء:

جواء یعنی "میسر" مالی کرپشن کی ایک بڑی بھیانک صورت ہے جس میں لوگ مالی کرپشن کے ساتھ معاشرتی کرپشن بھی کرتے ہیں جب انکا مال ضائع ہو جاتا ہے تو اس واپس جیتنے کے لیے وہ اپنی بیوی اور بیٹیوں کی عزت بھی جواء میں لگا دیتے ہیں اور کئی بار ایسے لوگ اس قبیح فعل کو جاری رکھنے کے لیے چوری وڈکیتی سے بھی پیسہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں جس سے معاشرے کے دوسرے افراد بھی متاثر ہوتے ہیں ۔ اس خوفناک جرم کو روکنے اور ختم کرنے کے لیے قرآن میں بتایا گیا ہے کہ یہ شیطانی اعمال میں سے ہے لہذا اس سے بچو، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔[26]

(اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔)

[24] Mian Muhammad Jameel, Tafsīr Faham e Qur'ān, Lāhore: Abu Hurairah Academy,2007, v:2, P:118

[25] Ibn e Mājah, Abu Abdullah Muhammad Bin Yazeed Bin Abdullah,Al Sunan, , (Alr-Riaz: Dār as-Salām, 1999), Kītāb Al Hadood, Bāb:Eqamat e Al Hadood, Hadith:2537(

[26] Al-Qur'ān,5:90

یہ ایک ایسا قبیح فعل ہے کہ اس فعل کا ارتکاب کرنے والوں کو کسی بھی مہذب معاشرے میں قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا لیکن آج جواء کی کئی ایسی صورتیں بن چکی ہیں جن کو لوگ حرام یا گناہ نہیں سمجھتے، جیسا کہ مفسر قرآن عبد الرحمٰن کیلانیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

میسر بمعنی وہ کثیر مال و دولت جو مفت میں یا آسانی سے ہاتھ لگ جائے۔ اسے ہی جوا اور قمار بازی بھی کہتے ہیں جوئے کی معروف قسم تو شرعاً اور قانوناً حرام ہے اور جواری کو کسی معاشرہ میں بھی معاشرہ کا معزز فرد نہیں سمجھا جاتا مگر موجودہ دور میں جوئے کی کئی نئی اقسام بھی وجود میں آچکی ہیں جن میں کوئی قباحت نہیں سمجھی جاتی اور بعض کو حکومتوں کی سرپرستی بھی حاصل ہوتی ہے حالانکہ ایسی سب نئی شکلیں بھی حرام ہیں مثلاً لاٹری، معمہ بازی، ریفل ٹکٹ، انعامی بانڈ، ریس کورس اور بیمہ کی بعض شکلیں۔ نیز چوسر اور شطرنج وغیرہ بھی قمار ہی کی قسمیں ہیں۔[27]

اس جرم کا نتیجہ حسد و نفرت اور دشمنی ہے جو معاشرتی خوشحالی واستحکام کے لیے زہر قاتل ہے یہی وجہ ہے کہ دینِ اسلام نے قناعت اور صبر و شکر کی تعلیمات دی ہیں تاکہ لوگ اپنے وسائل کے مطابق اخراجات کا انتظام کریں اور بے لگام خواہشات کی تکمیل میں مالی کرپشن نہ کریں۔

۴۔ رشوت:

رشوت مالی کرپشن کی ایسی صورت ہے جس میں مال و دولت کے زور پر حقوق غضب کیے جاتے ہیں جسکا حق نہیں بنتا وہ بھی رشوت دے کر حق لے لیتا ہے۔ اس سے معاشرتی لحاظ سے نقصان یہ ہوتا ہے کہ میرٹ اور قانون کی بالادستی ختم ہوجاتی ہے اور لوگ امن وسکون اور ہر طرح کی جائز خوشحالی سے محروم ہوجاتے ہیں جس کے باعث لاقانونیت، نفرت اور بغاوت جیسے جذبات ابھرتے ہیں اور معاشرہ بگاڑ کی بدترین صورت اختیار کرلیتا ہے۔ ایسی بری صورتحال سے بچنے اور اس کے خاتمہ کے لیے دینِ اسلام اس قبیح فعل سے باز رہنے کی سختی سے تلقین کرتا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے، فرمایا:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ۔[28]

(اور اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے مت کھاؤ اور نہ انھیں حاکموں کی طرف لے جاؤ، تاکہ لوگوں کے مالوں میں سے ایک حصہ گناہ کے ساتھ کھا جاؤ، حالانکہ تم جانتے ہو۔)

مفسرین نے اس آیت ایک مطلب یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ حکام بالا کو رشوت دے کر لوگوں کا مال غصب کرنا، جیسا کہ مفسر قرآن عبد السلام بن محمد لکھتے ہیں کہ:

دوسرا معنی اس آیت کا یہ ہے کہ حکام کو بطور رشوت مال دے کر دوسرے کا حق باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔ "رِشَاءٌ" ڈول کی رسی کو کہتے ہیں، جس کے ذریعے سے پانی نکالا جاتا ہے، اسی طرح راشی رشوت کے ذریعے سے اپنا مطلب حاصل کرتا ہے۔ "رَاشِيْ" رشوت دینے والا اور "مُرْتَشِيْ" رشوت لینے والا۔[29]

رشوت کے ذریعہ سے حقوق کی پامالی اور غضب کرنے والوں پر لعنت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[27] Kēlāni, Abdul Rehman, Tīseer ul Qur'an, Lahore, Maktabat ul Islam,2010, Vol:1, P:580

[28] Al-Qur'ān,2:188

[29] Abd-ul-Salam Bin Muhammad, Tafsīr Al-Qur'ān ul-Kareem, v:1, p:153

لَعَنَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ۔[30]

(رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔)

۵۔دھوکہ اور ملاوٹ:

دھوکہ ایک وسیع اصطلاح ہے یعنی ہر طرح کے معاملات میں دھوکہ ہو سکتا ہے، جیسے معاشرتی، سیاسی اور معاشی معاملات وغیرہ میں دھوکہ۔ دھوکہ کا عمومی مفہوم حقیقت کو چھپانا ہے دھوکہ سے متعلق مالی کرپشن یہ ہے کہ خرید و فروخت والی چیز کی اصل حقیقت کو چھپانا مثلاً موٹر سائیکل کا انجن اندرونی طور پر مرمت ہو چکا ہو مگر ظاہر یہ کرنا کہ انجن کہ بالکل اصلی حالت میں ہے اسی کا نام دھوکہ ہے اسی طرح اگر قابلِ فروخت چیز میں کم درجہ چیز کو شامل کرنا اور اسے بھی چھپانا یا پھر وزن کرنے کے آلہ کی مدد سے دیتے ہوئے کم دینا اور لیتے ہوئے زیادہ لینا بھی دھوکہ اور ملاوٹ کے زمرہ میں آتا ہے۔ ایسا کرنا باطل طریقے سے مال کمانے اور کھانے کے مترادف ہے جس سے قرآن نے بڑی سختی سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا۔[31]

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ تمھاری آپس کی رضامندی سے تجارت کی کوئی صورت ہو اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، بے شک اللہ تم پر ہمیشہ سے بے حد مہربان ہے۔)

دھوکہ اور ملاوٹ ایسی مالی کرپشن ہے کہ ایسا کرنے والوں سے رسول اللہ ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے سیدنا ابو ہریرۃؓ بیان کرتے کہ:

أَنَّ رَسولَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عليه وسلَّمَ مَرَّ علَى صُبْرَةِ طَعامٍ فأدْخَلَ يَدَهُ فيها، فَنالَتْ أصابِعُهُ بَلَلًا فقالَ: ما هذا يا صاحِبَ الطَّعامِ؟ قالَ أصابَتْهُ السَّماءُ يا رَسولَ اللّٰہِ، قالَ: أفَلا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعامِ كَيْ يَراهُ النَّاسُ، مَن غَشَّ فليسَ مِنِّي۔[32]

(رسول اللہ ﷺ غلے کی ایک ڈھیری کے پاس سے گزرے تو آپ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا، آپ کی انگلیوں نے نمی محسوس کی تو آپ نے فرمایا: "غلے کے مالک! یہ کیا ہے؟" اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس پر بارش پڑ گئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو تم نے اس (بھیگے ہوئے غلے) کو اوپر کیوں نہ رکھا، تاکہ لوگ اسے دیکھ لیتے؟ جس نے دھوکا کیا، وہ مجھ سے نہیں۔)

"مَن غَشَّ فليسَ مِنِّي" کے دو مطلب ہیں ایک تو یہ کے وہ ان لوگوں میں سے نہیں جنہیں میرے ساتھ وابستہ ہونے کا شرف حاصل ہے اور دوسرا یہ کہ وہ میرے طریقے پر نہیں۔

اس مالی کرپشن کا بھی نقصان یہ ہے کہ جو شخص مطلوبہ رقم ادا کر کے اچھی چیز لینا چاہتا ہے اسے اسکا حق نہیں ملتا لہٰذا دھوکہ اور ملاوٹ کرنے والے کے بارے میں نفرت کا احساس پیدا ہوتا ہے اور بعض اوقات یہ نفرت شدید ہو کر دشمنی اور عداوت کا روپ اختیار کر کے

[30] Tīrmazī,Muhammad Bin Eīsā, Al Sunan, (Alr-Riaz: Maktbah al-Muārif, 2007), Hadith:1337

[31] Al-Qur'ān,4:29

[32] Muslimī, Al-jāmi'al-Ṣaḥīḥ , Kitāb: Al –Eman, Hadith:102

انتقامی جذبہ میں نمودار ہوتی ہے اور اس طرح پورا معاشرہ بگاڑ کی انتہائی صورت اختیار کرلیتا ہے۔اس صورتحال سے بچنے کے لیے دین اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم ہر معاملے میں ایمان داری کا مظاہر کریں نہ تو کم تولیں اور نہ کسی چیز میں ملاوٹ کریں بلکہ اپنی چیز فروخت کرتے وقت اس کا عیب بھی ظاہر کریں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ أَخِيهِ بَيْعًا فِيهِ عَيْبٌ إِلَّا بَيَّنَهُ لَهُ۔[33]

(مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اور جو مسلمان اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی عیب دار چیز بیچے اس کے لیے حلال نہیں کہ اس کے لیے (وہ عیب) بیان نہ کرے۔)

آج ہمارے معاشرے میں اسلامی تعلیمات پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے ہر دوسرا شخص دھوکہ وملاوٹ جیسے قبیح فعل کا ارتکاب بھی کر رہا ہے اور لوگوں میں بیٹھ کر اس دھوکہ دہی کا ذکر بھی کر رہا ہے گویا وہ اس برائی کو برائی ہی نہیں سمجھتا جس میں وہ کئی لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے کھا رہا ہے۔

۶۔سودی کاروبار:

ایسا کاروبار جس میں سود شامل ہو یا سود کا حصول ہو وہ سودی کاروبار ہے اور یہ بھی مالی کرپشن کی ایک صورت ہے جس میں مالی استحصال ہوتا ہے اور مجبور لوگوں کو اصل زر کے ساتھ سود دینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔جبکہ یہ بات مسلمہ ہے کہ جب بھی کسی کی مجبوری سے ناجائز فائدہ لیا جائے اس کا نتیجہ حسد، نفرت اور دشمنی ہی ہوتا ہے لہذا اس مالی کرپشن کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ۚ۔[34]

(حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا)

اس آیت کے بعد سود کے نقصانات اور صدقہ کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ۔[35]

(اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ایسے شخص سے محبت نہیں رکھتا جو سخت ناشکرا، سخت گنہگار ہو۔)

لہذا کسی کی مجبوری میں اس سے تعاون کرنا اور اسے آسانی دینا ہی خیروبرکت کا باعث ہے۔جبکہ کسی کو سود کی بنیاد پر قرض دینا نافرمانی کا باعث ہے اسی لیے اللہ ایسے مال میں کمی کر دیتا ہے۔

خلاصہ بحث:

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ دینِ اسلام کے تمام نظام ہائے زندگی کامل اور بہترین ہیں کیونکہ وہ خالق، کائنات کی طرف سے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب بھی اسلامی تعلیمات کی بات ہوتی ہے وہ ہر دور کے لیے بہترین اور انتہائی مناسب ہوتی ہیں۔مقالہ ہذا میں اسلامی معاشی اصول بیان کیے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ یہ انسانی معیشت کے لیے بہت مفید اور سب معاشی مسائل کا بہترین حل ہیں۔خاص بات یہ واضح کی گئی ہے کہ اسلامی معاشی اصول مالی کرپشن کا خاتمہ بھی کرتے ہیں اور کرپشن کے اسباب کا نام ونشان بھی مٹا دیتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ

[33] Ibn e Mājah, Al Sunan, Kītāb Al Tijārāt , Hadith:2537

[34] Al-Qur'ān,2:275

[35] Al-Qur'ān,2:276

جب دل واذہان میں یہ اصول پختہ ہو کہ رزق کی تقسیم کا اختیار صرف اور صرف اللہ کے اختیار میں ہے اسکے ساتھ یہ بھی کہ ہر قسم کا نفع ونقصان بھی اللہ کے اختیار میں تو پھر انسان یقیناً اپنے پاس موجود مال و دولت اور نفع پر ممنون اور شکر گزار ہو۔ مزید یہ کہ کسی بھی کمی پر صبر کے دامن کو مضبوطی سے تھامے زندگی کے شب وروز پورے کرے اور کسی دوسرے کے مال پر بری نظر تو کیا اسکی زبان پر کوئی حرف شکایت بھی نہ ہو بلکہ اللہ کی رضا میں راضی رہ کر رحمت الہیٰ کا امیدوار و مستحق ہو۔ اسی طرح انفاق فی سبیل اللہ سے غریبوں کی ہمدردی و مدد کرنے والا کیسے دوسرے کا حق مارے گا کیونکہ وہ تو خود حق کی ادائیگی اور حفاظت کرنے والا ہو گا۔ حلال و حرام کی تمیز کرنے والا اور سود سے بچنے والا کیسے مالی کرپشن کا سوچ بھی سکتا ہے وہ تو یقیناً اپنے آپ کو حرام مال اور قانون کی خلاف ورزی سے دور رکھے گا اور کبھی بھی چوری، ڈاکہ، جوا اور رشوت وغیرہ کے قریب بھی نہ جائے گا۔ اس مقالہ میں ان سب باتوں کی تفصیلی وضاحت کی گئی ہے اور یہ نتیجہ بالکل واضح ہے کہ اگر اسلامی معاشی اصول تقویٰ کی بنیاد پر نافذ کیے جائیں تو ہر قسم کی مالی کرپشن کا خاتمہ یقینی ہے۔

نتائج بحث:

۱۔ اسلامی معاشی اصول ہر دور کے لیے شاندار ہیں۔

۲۔ اسلامی معاشی اصول اصلاح وترقی کو یقینی بناتے ہیں۔

۳۔ اسلامی معاشی اصول خوشحالی و معاشرتی استحکام کے ضامن ہیں۔

۴۔ ان اصولوں سے تمام معاشی مسائل کا حل دیا جاسکتا ہے۔

۵۔ اسلامی اصولِ معاشیات سے مالی کرپشن کا خاتمہ مسلمہ ہے۔